ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 1916

Program: BS Islamic Studies

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کورس: عہدِ جدید میں اسلامی ادارے (1916)

سطح: بی ایس علوم اسلامیہ

سمسٹر: خزاں 2026

امتحانی مشق نمبر 2 (یونٹ 5 تا 9)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: 50

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

(مطالعہ و حوالہ کے لیے)

USMAN NOTES www.usmannotes.com

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کی متعلقہ اکائیوں کا مطالعہ کریں، تصورات کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر اسائنمنٹ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

سوال نمبر 1: آئی آئی آئی ٹی (IIIT) کے شعبہ جات کا مختصر تعارف (20 نمبر)

سوال نمبر 1: آئی آئی آئی ٹی کے شعبہ جات کا مختصر تعارف قلمبند کریں۔

تعارف

آئی آئی آئی ٹی سے مراد انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ، یعنی بین الاقوامی ادارہ برائے اسلامی فکر ہے، جو عصرِ حاضر کے اہم ترین فکری و تحقیقی اداروں میں شمار ہوتا ہے۔ اس کا قیام 1981ء میں امریکا کے شہر ہرنڈن، ریاست ورجینیا میں عمل میں آیا۔ اس کے بانیوں میں ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی، ڈاکٹر عبدالحمید ابو سلیمان اور انور ابراہیم جیسے مفکرین شامل تھے۔ اس ادارے کے قیام کا بنیادی محرک یہ احساس تھا کہ مسلم دنیا کا بحران صرف سیاسی و معاشی نہیں بلکہ فکری بھی ہے: جدید علوم وحی کی رہنمائی سے کٹ چکے ہیں اور مسلم مفکر مغربی فکر کا اسیر ہو چکا ہے۔ اسی بحران کے جواب میں انہوں نے اسلامائزیشن آف نالج، یعنی علوم کی اسلامی تشکیلِ نو، کا منصوبہ پیش کیا۔ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے ادارے نے کئی شعبہ جات اور دنیا بھر میں علاقائی دفاتر قائم کیے ہیں، جن کا مختصر تعارف اس جواب میں پیش کیا جاتا ہے۔

شعبہ تحقیق (ریسرچ ڈیپارٹمنٹ)

ادارے کا مرکزی شعبہ تحقیق کا ہے۔ اس شعبے کے تحت علوم کی اسلامی تشکیلِ نو کے نظریاتی اصولوں پر کام ہوتا ہے: اسلامی علمیات کیا ہو، سماجی علوم کو وحی کی روشنی میں کیسے ترتیب دیا جائے، معاشیات، نفسیات، سیاسیات، تعلیم اور عمرانیات کے مسلم ماہرین کے لیے تحقیقی خاکے کیسے تیار ہوں، یہ سب اسی شعبے کے موضوعات ہیں۔ اس شعبے نے کئی بنیادی دستاویزات اور کتابیں تیار کیں، جن میں علوم کی تشکیلِ نو کے منصوبے پر ڈاکٹر الفاروقی کی معروف تصنیف بھی شامل ہے۔ یہ شعبہ دنیا بھر کے محققین کو تحقیقی منصوبوں میں شامل کرتا ہے، سیمیناروں میں ان کے مقالات پر غور کراتا ہے اور منتخب تحقیق کو کتابی صورت میں شائع کرتا ہے۔ تحقیق کا یہ شعبہ ادارے کی ریڑھ کی ہڈی ہے، کیوں کہ باقی تمام شعبے اسی کی پیدا کردہ فکر کو آگے بڑھاتے ہیں۔

شعبہ اشاعت و ترجمہ (پبلیکیشنز)

دوسرا اہم شعبہ اشاعت کا ہے۔ اس شعبے کے تحت ادارے نے انگریزی، عربی، اردو سمیت درجنوں زبانوں میں سینکڑوں کتابیں شائع کی ہیں۔ اسلامی فکر، فلسفہ، تاریخ، سماجی علوم اور تعلیم پر اس کی کتابیں دنیا کی جامعات میں پڑھائی جاتی ہیں۔ ادارہ ایک معروف علمی جریدہ امریکن جرنل آف اسلامک سوشل سائنسز بھی شائع کرتا رہا ہے، جس میں

جدید سماجی علوم پر اسلامی نقطہ نظر سے مقالات چھپتے ہیں۔ ترجمے کا کام بھی اسی شعبے کا حصہ ہے: اہم عربی کتابوں کے انگریزی تراجم اور اہم انگریزی کتابوں کے عربی و دیگر زبانوں میں تراجم اسی کے ذریعے سامنے آئے۔ اشاعت کے شعبے نے مسلم مفکرین کو عالمی علمی برادری سے جوڑنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے، کیوں کہ کتاب ہی وہ ذریعہ ہے جس سے کسی ادارے کی فکر سرحدوں سے آگے جاتی ہے۔ اس شعبے کے ذریعے قرآن و سنت، فقہ، اسلامی معاشیات اور اسلام و مغرب کے تعلقات پر معیاری لٹریچر عام قاری اور محقق دونوں تک پہنچا۔

شعبہ تربیت و کانفرنسز

تیسرا شعبہ تربیت اور علمی اجتماعات کا ہے۔ ادارہ ہر سال مختلف ممالک میں سمر اسکول، تربیتی کورسز، ورکشاپس اور بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کرتا ہے، جن میں نوجوان محققین اور اسکالرز کو اسلامی فکر کے اصولوں اور تحقیقی طریقہ کار کی تربیت دی جاتی ہے۔ امریکا میں قائم اس کے تربیتی مرکز میں طلبہ کے لیے مختصر مدت کے کورسز ہوتے ہیں جن میں اسلامی علوم اور جدید سماجی علوم کو باہم جوڑ کر پڑھایا جاتا ہے۔ کانفرنسوں کے ذریعے ادارہ مختلف مکاتبِ فکر کے علما و مفکرین کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرتا ہے تاکہ امت کے فکری مسائل پر مکالمہ ہو۔ یہ شعبہ اسکالرشپ اور تحقیقی وظائف کے ذریعے بھی نوجوان اہلِ قلم کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ادارے کی فکر صرف کتابوں میں بند نہ رہے بلکہ نئی نسل کے محققین اسے آگے بڑھائیں۔

علاقائی دفاتر اور عالمی نیٹ ورک

آئی آئی آئی ٹی کی ایک نمایاں خصوصیت اس کا عالمی نیٹ ورک ہے۔ صدر دفتر امریکا میں ہونے کے باوجود اس کے دفاتر اور نمائندے پاکستان، ملائیشیا، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، بھارت، مصر، اردن، سعودی عرب، ترکی، برطانیہ اور کئی افریقی ممالک میں کام کرتے رہے ہیں۔ پاکستان میں اس کا دفتر اسلام آباد میں قائم ہے جو اردو اشاعتوں اور مقامی جامعات کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔ ہر علاقائی دفتر اپنے خطے کی جامعات کے ساتھ مشترکہ سیمینار، تراجم اور نصابی منصوبوں پر کام کرتا ہے۔ اس نیٹ ورک کی بدولت علوم کی

تشکیلِ نو کا منصوبہ کسی ایک ملک تک محدود نہیں رہا بلکہ عالمی تحریک کی شکل اختیار کر گیا۔ ملائیشیا کی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے قیام اور اس کے نصاب میں بھی اس ادارے کے بانیوں کا فکری کردار تسلیم کیا جاتا ہے۔

کتب خانہ و معلوماتی شعبہ اور دیگر سرگرمیاں

ادارے میں ایک وقیع کتب خانہ اور معلوماتی مرکز بھی قائم ہے جس میں اسلامی فکر، فلسفہ اور سماجی علوم پر کتابوں اور رسائل کا بڑا ذخیرہ موجود ہے، جس سے محققین استفادہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ادارہ انعامات کے ذریعے بھی علمی خدمات کی قدر افزائی کرتا ہے اور منتخب مفکرین کی خدمات پر کتابیں و خصوصی شمارے شائع کرتا ہے۔ بعض علاقوں میں اس کے ذیلی تعلیمی منصوبے اور خیراتی سرگرمیاں بھی اس کے فکری کام کی تکمیل کرتی ہیں۔ یہاں یہ وضاحت بھی مناسب ہے کہ ادارے کی تمام تر توجہ فکری و علمی میدان پر ہے؛ یہ نہ سیاسی جماعت ہے اور نہ تبلیغی تحریک، بلکہ ایک تحقیقی ادارہ ہے جس کا ہتھیار کتاب، مقالہ اور مکالمہ ہے۔ اسی لیے اس کے شعبہ جات کی ترتیب بھی اسی مزاج کی عکاس ہے: تحقیق، اشاعت، تربیت اور عالمی رابطہ۔

جدول: آئی آئی آئی ٹی کے شعبہ جات ایک نظر میں

شعبہ	بنیادی کام
شعبہ تحقیق	علوم کی اسلامی تشکیلِ نو پر نظریاتی و عملی تحقیق
شعبہ اشاعت و ترجمہ	کتابوں و علمی جریدے کی اشاعت، درجنوں زبانوں میں تراجم
شعبہ تربیت	سمر اسکول، ورکشاپس، کانفرنسیں، اسکالرشپ
علاقائی دفاتر	مختلف ممالک میں جامعات سے تعاون و مقامی پروگرام
کتب خانہ و اطلاعات	محققین کے لیے کتب و معلومات کی فراہمی

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ آئی آئی ٹی عہدِ جدید کا وہ منفرد ادارہ ہے جس نے امت کے فکری بحران کو اپنا موضوع بنایا اور علوم کی اسلامی تشکیلِ نو کا باقاعدہ منصوبہ پیش کیا۔ اس کے شعبہ جات — تحقیق، اشاعت و ترجمہ، تربیت و کانفرنسز، علاقائی دفاتر اور کتب خانہ — ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور سب کا مرکز ایک ہی ہے: مسلمان مفکر کو وحی کی روشنی میں جدید علوم سے نبرد آزما ہونے کے قابل بنانا۔ اس ادارے پر تنقید بھی ہوئی ہے کہ اس کا منصوبہ زیادہ نظریاتی رہا اور جامعات کے نصاب میں اس کی عملی تبدیلی محدود رہی، لیکن اس کے باوجود اس کی کتابوں اور اس کے تربیت یافتہ محققین نے دنیائے اسلام کی نئی فکر پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ نوجوان طالب علم کے لیے اس ادارے کا مطالعہ یہ بصیرت دیتا ہے کہ جدید دور میں امت کی خدمت صرف عمارتوں اور جلسوں سے نہیں، فکر و تحقیق کے اداروں سے بھی ہوتی ہے۔

سوال نمبر 2: اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا کی خدمات پر تفصیلی نوٹ (20 نمبر)

سوال نمبر 2: اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا کی خدمات پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

تعارف

اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا برصغیر کی اہم ترین فقہی تحقیقی تنظیموں میں سے ایک ہے۔ بھارت جیسے کثیر المذاہب ملک میں مسلمان اقلیت میں ہیں اور انہیں نماز و عبادات کے علاوہ بینکاری، طب، تجارت، خاندانی زندگی اور جدید ٹیکنالوجی سے جڑے بے شمار نئے مسائل درپیش ہیں، جن کا جواب انفرادی فتووں کے بجائے اجتماعی اجتہاد سے ملنا زیادہ معتبر ہوتا ہے۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر معروف فقیہ مولانا مجاہد الاسلام قاسمی کی قیادت میں 1988ء تا 1989ء کے قریب اس اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا اور اس کا صدر دفتر نئی دہلی میں قائم ہوا۔ اکیڈمی نے چند دہائیوں میں فقہی سیمیناروں، کتابوں اور اجتماعی فتاویٰ کے ذریعے جو علمی مقام حاصل کیا، وہ اسے برصغیر ہی نہیں پورے عالمِ اسلام میں ممتاز کرتا ہے۔ اس نوٹ میں اس کی خدمات کا تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے۔

فقہی سیمینارز: اجتماعی اجتہاد کی عملی صورت

اکیڈمی کی سب سے بڑی خدمت اس کے سالانہ فقہی سیمینار ہیں۔ ہر سیمینار میں پہلے سے طے شدہ جدید مسائل پر ملک بھر کے مفتیانِ کرام، علما اور ماہرین مقالات لکھتے ہیں، پھر تین چار روزہ اجتماع میں ان مقالات پر بحث ہوتی ہے اور آخر میں متفقہ یا اکثریتی قرار دادیں اور فتاویٰ جاری ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ کار فقہ کی تاریخ میں اجتماعی اجتہاد کی بہترین جدید مثال ہے۔ ان سیمیناروں میں جن موضوعات پر فیصلے ہوئے ان میں بینکاری و بیمہ کے جدید مسائل، زرعی و تجارتی کمپنیوں کے شرعی احکام، طبی مسائل جیسے اعضا کی پیوند کاری، مصنوعی تولید اور زندگی بچانے والے آلات، الیکٹرانک ذرائع سے عقد و یمین اور مسلم پرسنل لا سے جڑے امور شامل ہیں۔ اکیڈمی کے تیس سے زائد فقہی سیمینار ہو چکے ہیں اور ان کے فیصلے کتابی صورت میں شائع ہو کر دنیا بھر کے دار الافتاؤں میں حوالے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ اس طریقے سے فقہ جمود سے نکل کر بھارتی مسلمانوں کی روزمرہ زندگی سے براہ راست جڑ گئی۔

اشاعتی خدمات اور علمی جرائد

اکیڈمی کی دوسری بڑی خدمت اس کی اشاعتیں ہیں۔ اکیڈمی کا سہ ماہی علمی جریدہ بحث و نظر اردو فقہی ادب میں معتبر مقام رکھتا ہے، جس میں جدید مسائل پر تحقیقی مقالات شائع ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ سیمیناروں کے مقالات و فیصلوں پر مشتمل مجلدات کتابی صورت میں شائع ہوئے ہیں، جن کی تعداد درجنوں تک پہنچتی ہے۔ اکیڈمی نے فقہ کی کلاسیکی کتابوں کے تراجم اور جدید فقہی موضوعات پر مستقل تصانیف بھی شائع کی ہیں، اور فقہی فیصلوں کا عربی و انگریزی میں ترجمہ کر کے انہیں عرب و مغربی دنیا کے علمی حلقوں تک پہنچایا ہے۔ اس اشاعتی کام کی بدولت بھارتی علما کی فقہی تحقیق اب صرف مقامی نہیں رہی بلکہ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ جیسے اداروں میں بھی اس کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ اکیڈمی کا کتب خانہ اور فقہی معلومات کا ذخیرہ بھی محققین کے لیے اہم وسیلہ ہے۔

مفتیان کی تربیت اور فقہی استعداد سازی

تیسری اہم خدمت نوجوان علما اور مفتیان کی تربیت ہے۔ اکیڈمی نے محسوس کیا کہ جدید مسائل کا درست حل اسی وقت ممکن ہے جب مفتی جدید معیشت، طب اور سماج کو بھی سمجھتا ہو۔ اسی لیے اکیڈمی نے تربیتی کورسز اور ورکشاپس کا سلسلہ شروع کیا جن میں نوجوان مفتیان کو بینکاری نظام، جدید طب، قانون اور سماجی علوم کی بنیادی معلومات دی جاتی ہیں اور فتویٰ نویسی کے اصول و آداب سکھائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اکیڈمی نے مختلف مواقع پر ماہرینِ معاشیات، ڈاکٹروں اور قانون دانوں کو علما کے ساتھ بٹھا کر مکالمہ کرایا، تاکہ مسئلے کی اصل صورت واضح ہو اور فتویٰ حقیقت پر مبنی ہو۔ یہ خدمت اپنے اثرات کے لحاظ سے دور رس ہے کہ اس سے دار الافتاؤں کا معیار بلند ہوا اور عوام کو سطحی فتووں کے بجائے متوازن رہنمائی ملنے لگی۔

سماجی و ملی خدمات اور بین الاقوامی روابط

اکیڈمی کی خدمات کا دائرہ صرف تحقیق تک محدود نہیں۔ بھارت میں مسلم پرسنل لا کے تحفظ، وقف املاک کے مسائل اور اقلیت کے شرعی حقوق جیسے معاملات میں اکیڈمی نے علمی بنیادوں پر رہنمائی فراہم کی ہے۔ اکیڈمی نے فقہا کے درمیان مکالمے کو بھی فروغ دیا: اس کے سیمیناروں میں مختلف مکاتبِ فکر کے علما شریک ہوتے ہیں، جس سے فقہی اختلاف کے باوجود علمی احترام اور مشترکہ فیصلوں کی روایت مضبوط ہوئی۔ بین الاقوامی سطح پر اکیڈمی نے جدہ کی فقہ اکیڈمی، رابطہ عالمِ اسلامی کی فقہی کونسل اور دیگر ممالک کے فقہی اداروں کے ساتھ علمی تبادلہ قائم رکھا اور کئی عالمی فقہی کانفرنسوں کی میزبانی یا ان میں بھرپور شرکت کی۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جیسی شخصیات کی سربراہی میں اکیڈمی کا یہ سفر جاری رہا اور بھارتی مسلمانوں کے لیے یہ ادارہ شرعی رہنمائی کا مستند حوالہ بن گیا۔

جدید ذرائع اور فقہی رہنمائی کی توسیع

حالیہ برسوں میں اکیڈمی نے اپنے کام کو جدید ذرائع سے بھی جوڑا ہے۔ اس کی ویب سائٹ اور آن لائن اشاعتوں کے ذریعے اس کے فقہی فیصلے اب دنیا بھر کے قارئین تک پہنچتے ہیں، اور نوجوان نسل کے سوالات کے جوابات کے لیے ڈیجیٹل پلیٹ فارم بھی استعمال ہو رہے ہیں۔ اکیڈمی نے فقہی فیصلوں کو سادہ زبان میں عام قارئین تک پہنچانے کے لیے

مختصر کتابچے بھی تیار کیے ہیں تاکہ علم صرف کتابوں کی الماریوں تک محدود نہ رہے۔ اس کے علاوہ اکیڈمی مختلف ریاستوں میں مقامی علما کے ساتھ مل کر فقہی نشستیں منعقد کرتی ہے، جس سے اس کا پیغام دارالحکومت سے نکل کر عام مسلمانوں تک پہنچتا ہے۔ یہ توسیع اس بات کا ثبوت ہے کہ اکیڈمی نے اپنے آپ کو وقت کے تقاضوں کے مطابق ڈھالا ہے اور آنے والے دور میں اس کی افادیت مزید بڑھنے کی توقع ہے، خصوصاً اس لیے کہ بھارتی مسلمانوں کو درپیش جدید مسائل میں کمی کے بجائے اضافہ ہو رہا ہے۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا نے ایک اقلیتی معاشرے میں فقہ کو زندہ، متحرک اور اجتماعی اجتہاد سے وابستہ رکھنے کی شاندار مثال قائم کی ہے۔ اس کے فقہی سیمینار اجتماعی غور و فکر کا ادارہ جاتی نظام ہیں، اس کی اشاعتیں جدید فقہی ادب کا سرمایہ ہیں اور اس کی تربیتی سرگرمیاں آنے والی نسل کے مفتیان کو تیار کر رہی ہیں۔ اکیڈمی کی خدمات ثابت کرتی ہیں کہ اگر علما جدید مسائل کو سنجیدگی سے سمجھیں، ماہرین سے مشورہ کریں اور اختلاف کے باوجود مشترکہ فیصلوں تک پہنچنے کا حوصلہ رکھیں تو فقہ ہر دور کے مسائل کا راہنما بن سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج اس اکیڈمی کو برصغیر کے دینی اداروں میں مرکزی حیثیت حاصل ہے اور اس کے فیصلے سرحدوں سے آگے بھی اثر رکھتے ہیں۔

سوال نمبر 3: اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا تاریخی پس منظر اور خدمات پر جامع نوٹ (20 نمبر)

سوال نمبر 3: اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا تاریخی پس منظر اور خدمات پر جامع نوٹ لکھیں۔

تعارف

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا وہ آئینی ادارہ ہے جس کا کام قانون سازی میں شریعت کی روشنی میں رہنمائی دینا ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آئی، اس لیے اس کے آئین میں اس امر کی گنجائش رکھنا ضروری تھا کہ کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہ بنے اور موجودہ قوانین کو بتدریج اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔ اسی مقصد کے لیے 1962ء کے آئین میں ایک مشاورتی کونسل کا تصور پیش ہوا جو 1973ء کے آئین میں اسلامی نظریاتی کونسل کی صورت میں مستقل

آئینی ادارہ بن گیا۔ کونسل اگرچہ صرف سفارشات دیتی ہے اور قانون بنانا پارلیمنٹ کا کام ہے، تاہم پاکستانی قانون کی اسلام کاری کی تاریخ اس کونسل کی رپورٹوں کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ اس نوٹ میں اس کے پس منظر، آئینی حیثیت اور خدمات کا جامع جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

تاریخی پس منظر: قراردادِ مقاصد سے 1973ء کے آئین تک

اس کونسل کے پس منظر کی جڑیں قراردادِ مقاصد 1949ء میں ملی ہیں، جس میں یہ اصول طے ہوا کہ پاکستان میں حاکمیتِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے اور ریاست اسی کی مقرر کردہ حدود میں اختیارات استعمال کرے گی، اور مسلمانوں کو قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی سہولت دی جائے گی۔ 1956ء اور 1962ء کے آئینوں میں بھی قوانین کو قرآن و سنت سے ہم آہنگ کرنے کی دفعات شامل ہوئیں۔ 1962ء کے آئین کے تحت اسلامی نظریاتی مشاورتی کونسل قائم ہوئی، جو صدر کو قوانین کی اسلامی حیثیت پر مشورہ دیتی تھی۔ بعد میں 1973ء کے آئین میں اسے باقاعدہ اسلامی نظریاتی کونسل کا نام دے کر آئین کے نویں باب میں جگہ دی گئی۔ آئین کی دفعات 228 تا 231 کونسل کی تشکیل، ارکان کی اہلیت اور اس کے فرائض بیان کرتی ہیں۔ کونسل کے ارکان میں تمام مکاتبِ فکر کے علما کے ساتھ جج، قانون دان اور ماہرین بھی شامل کیے جاتے ہیں اور اس کی سربراہی چیئرمین کرتے ہیں۔ مختلف ادوار میں نامور علما و مفکرین اس کونسل کی سربراہی کر چکے ہیں، جنہوں نے اپنے اپنے دور میں نمایاں رپورٹیں پیش کیں۔

آئینی فرائض و اختیارات

آئین کے مطابق کونسل کے تین بنیادی فرائض ہیں۔ پہلا یہ کہ وہ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کو یہ سفارشات دے کہ مسلمانوں کو اپنی زندگی قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کے لیے کن اقدامات کی ضرورت ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر صدر، گورنر یا کسی اسمبلی کا مقررہ حصہ کوئی قانونی سوال کونسل کے پاس بھیجے تو کونسل اس پر غور کر کے بتائے کہ مجوزہ قانون قرآن و سنت کے خلاف ہے یا نہیں۔ تیسرا یہ کہ کونسل موجودہ قوانین کا جائزہ لے کر انہیں اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ کرنے کی سفارشات اور اس کے لیے مرحلہ وار پروگرام پیش کرے۔ کونسل کو اپنی سالانہ اور عبوری رپورٹیں پارلیمنٹ میں پیش کرنا ہوتی ہیں۔ واضح رہے کہ کونسل کی سفارشات حتمی قانون نہیں ہوتیں؛ ان پر عمل کرنا یا نہ کرنا پارلیمنٹ کا اختیار ہے، اور یہی نکتہ کونسل پر ہونے والی بیشتر تنقید کی بنیاد بھی ہے کہ اس کی سفارشات کا بڑا حصہ عمل درآمد کے منتظر رہتا ہے۔

نمایاں خدمات: قوانین کی اسلام کاری میں کردار

کونسل کی خدمات کا سب سے نمایاں پہلو سود سے پاک معاشی نظام پر اس کا کام ہے۔ کونسل نے 1980ء کے قریب اپنی مشہور رپورٹ میں سودی نظام کے خاتمے اور اسلامی بینکاری کے مرحلہ وار نفاذ کا خاکہ پیش کیا، جس کی بنیاد پر ملک میں منافع و نقصان میں شراکت کے کھاتے اور اسلامی بینکاری کا سلسلہ شروع ہوا۔ وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے ربا سے متعلق فیصلوں میں بھی کونسل کی تحقیق کا حوالہ ملتا ہے۔ اس کے علاوہ کونسل نے تعزیرات، حدود قوانین، خاندانی قوانین، زکوٰۃ و عشر کے نظام، وقف املاک، تعلیمی نصاب میں اسلامی مضامین اور میڈیا کے اخلاقی ضوابط پر تفصیلی سفارشات پیش کیں۔ 1974ء میں قادیانی مسئلے پر قومی اسمبلی کی کارروائی کے فکری پس منظر میں بھی علما و کونسل کی آراء کا کردار تسلیم کیا جاتا ہے۔ کونسل نے خواتین کے حقوق، بچوں کے تحفظ اور اقلیتوں کے آئینی حقوق جیسے حساس موضوعات پر بھی متوازن سفارشات دی ہیں، جن میں واضح کیا گیا کہ اسلام کمزور طبقات کو مکمل تحفظ دیتا ہے۔

تحقیقی و اشاعتی خدمات

کونسل صرف سفارشات نہیں دیتی بلکہ اس کا ایک تحقیقی شعبہ بھی فعال ہے۔ کونسل کی رپورٹیں اردو و انگریزی میں شائع ہوتی ہیں اور قانون سازوں، ججوں اور محققین کے لیے مستند ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔ کونسل نے اسلامی اقتصادیات، فوجداری قانون، اسلام اور مغربی قانون کے تقابل اور معاصر مسائل پر سیمینار و کانفرنسیں منعقد کی ہیں جن میں ملک و بیرون ملک کے ماہرین شریک ہوتے ہیں۔ کونسل کا کتب خانہ اور اس کی جمع کردہ قانونی و فقہی دستاویزات بھی اہم علمی سرمایہ ہیں۔ وقتاً فوقتاً کونسل اخبارات میں پیدا ہونے والے شرعی سوالات پر بھی اپنی رائے سے عوام کو آگاہ کرتی ہے، مثلاً چاند دیکھنے، ٹرانس جینڈر قانون یا سود سے متعلق مباحث میں اس کے بیانات بحث کا مرکز بنتے رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کونسل آئینی فورم ہونے کے ساتھ ساتھ عوامی شرعی رہنمائی میں بھی کردار ادا کرتی ہے، اگرچہ اس کی بعض آراء پر مختلف مکاتب سے اختلاف بھی سامنے آتا رہا ہے جو اس جیسے علمی ادارے میں فطری ہے۔

تنقیدی جائزہ اور اہمیت

منصفانہ جائزہ لیں تو کونسل کو دو بڑی مشکلات کا سامنا رہا ہے: ایک یہ کہ اس کی سفارشات پر پارلیمنٹ نے اکثر عمل نہیں کیا، جس سے عوام میں یہ تاثر ابھرا کہ یہ ادارہ بے اختیار ہے؛ دوسری یہ کہ ارکان کی تقرری میں سیاسی اثر ت اور مختلف مکاتب کے اختلافات نے بعض اوقات اس کے وقار کو متاثر کیا۔ اس کے باوجود اس کی تاریخی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ پاکستان میں یہ واحد آئینی ادارہ ہے جو مستقل بنیادوں پر قوانین کا شرعی جائزہ لیتا ہے اور ہر دور میں اسلام کاری کی بحث کو زندہ رکھتا ہے۔ کئی ممالک میں اس طرز کا ادارہ سرے سے موجود ہی نہیں۔ اگر کونسل کی سفارشات پر غور کے لیے پارلیمنٹ میں باقاعدہ طریقہ کار مزید فعال ہو جائے اور ارکان کا انتخاب خالص علمی میرٹ پر ہو تو یہ ادارہ پاکستان کے قانونی نظام کو قرآن و سنت کے قریب لانے میں کہیں زیادہ مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کی آئینی تاریخ کا وہ ستون ہے جو ریاست کے نظریاتی تشخص کو قانونی عمل سے جوڑتا ہے۔ قراردادِ مقاصد سے شروع ہونے والا سفر 1962ء کی مشاورتی کونسل سے ہوتا ہوا 1973ء کے آئین میں مکمل آئینی ادارے کی شکل اختیار کر گیا۔ سود کے خاتمے کی رپورٹ، قوانین کی اسلام کاری کی سفارشات، تحقیقی اشاعتیں اور حساس قومی مسائل پر رہنمائی اس کی نمایاں خدمات ہیں۔ گو اس کی سفارشات کا نفاذ ناقص رہا، مگر اس کی موجودگی ہی اس اصول کی ضمانت ہے کہ پاکستان میں قانون سازی کا عمل شریعت کے جائزے سے بالکل بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ طالب علم کے لیے اس ادارے کا مطالعہ آئین، قانون اور شریعت کے باہمی تعلق کو سمجھنے کی کلید ہے۔

سوال نمبر 4: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کا پس منظر، اغراض و مقاصد اور خدمات پر مفصل نوٹ (20 نمبر)

سوال نمبر 4: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کا پس منظر، اغراض و مقاصد اور خدمات پر مفصل نوٹ لکھیں۔

تعارف

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، جسے انگریزی میں اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کہا جاتا ہے، پاکستان کا قدیم ترین اور معتبر ترین اسلامی تحقیقی ادارہ ہے۔ یہ اسلام آباد میں واقع ہے اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے منسلک ہے۔ جہاں اسلامی نظریاتی کونسل قانون سازی میں رہنمائی دیتی ہے، وہاں یہ ادارہ اس رہنمائی کے پیچھے علمی و تحقیقی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس ادارے نے چھ دہائیوں سے زیادہ عرصے میں قرآن و سنت، فقہ، اسلامی تاریخ، قانون اور جدید سماجی مسائل پر جو تحقیقی کام کیا، اس کی شہرت پاکستان سے نکل کر پورے عالمِ اسلام اور مغربی جامعات تک پہنچی ہے۔ اس مفصل نوٹ میں اس کے قیام کا پس منظر، اغراض و مقاصد اور خدمات کا جامع جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

قیام کا پس منظر

پاکستان کے قیام کے بعد یہ سوال شدت سے محسوس کیا گیا کہ اسلامی ریاست کے قوانین، تعلیم اور سماجی نظام کی علمی بنیاد کون فراہم کرے گا۔ 1949ء کی قراردادِ مقاصد اور پھر آئین سازی کے مباحث میں بار بار یہ تجویز سامنے آئی کہ ایک مرکزی تحقیقی ادارہ قائم کیا جائے جو اسلامی تعلیمات کی جدید دور کے تناظر میں تحقیق و تشریح کرے۔ چنانچہ 1960ء میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کا قیام عمل میں آیا اور ابتدا میں یہ کراچی سے کام کرتا رہا، بعد میں اسے اسلام آباد منتقل کر دیا گیا۔ 1980ء میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے قیام کے بعد اسے اس یونیورسٹی کا جزو بنا دیا گیا، تاہم اس کی تحقیقی خود مختاری بڑی حد تک برقرار رہی۔ ادارے کے ابتدائی ڈائریکٹروں میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن جیسی عالمی شہرت کی حامل شخصیت شامل ہیں، جن کی سربراہی میں ادارے نے قرآن کی تفسیر کے جدید اصولوں اور اجتہاد کے طریقہ کار پر جرات مندانہ تحقیقی مباحث کا آغاز کیا۔ ادارے کی عمارت فیصل مسجد کے احاطے کے قریب ہونے کی وجہ سے بھی یہ دارالحکومت کی علمی فضا کا مرکز بنا رہا۔

اغراض و مقاصد

ادارے کے اغراض و مقاصد اس کے چارٹر میں واضح ہیں۔ پہلا مقصد اسلامی تعلیمات، تاریخ، ثقافت، معاشیات، قانون اور سماجی علوم کی مستند اور جدید تحقیقی طریقہ کار کے مطابق تحقیق ہے۔ دوسرا مقصد قرآن و سنت کی ایسی تشریح و تعبیر ہے جو جدید دور کے مسائل کا جواب دے سکے، تاکہ اسلام کو جامد رسم کے بجائے زندہ نظامِ حیات کے طور پر

سمجھا جاسکے۔ تیسرا مقصد محققین کی تربیت ہے، یعنی ایسے اہلِ قلم تیار کرنا جو عربی و اسلامی علوم کے ساتھ جدید تحقیقی اسلوب سے بھی واقف ہوں۔ چوتھا مقصد حکومت و قانون ساز اداروں کو شرعی و قانونی معاملات میں تحقیقی معاونت فراہم کرنا ہے، جس کی وجہ سے اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت جیسے اداروں نے بھی اس کی تحقیق سے استفادہ کیا ہے۔ پانچواں مقصد دنیا کی جامعات و تحقیقی اداروں کے ساتھ علمی رابطہ قائم کرنا اور پاکستان کے محققین کو عالمی علمی برادری سے جوڑنا ہے۔

علمی جرائد: ادارے کی پہچان

ادارے کی سب سے نمایاں خدمت اس کے علمی جرائد ہیں۔ انگریزی سہ ماہی جریدہ اسلامک اسٹڈیز 1962ء سے مسلسل شائع ہو رہا ہے اور بین الاقوامی سطح پر اسلامی مطالعات کے معتبر ترین جرائد میں شمار ہوتا ہے؛ دنیا کی بڑی جامعات کے کتب خانوں میں یہ موجود ہے اور اس میں شائع ہونے والے مقالات عالمی حوالہ جات میں استعمال ہوتے ہیں۔ اردو سہ ماہی جریدہ فکر و نظر برصغیر کے اردو علمی ادب میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے، جس نے اردو میں سنجیدہ تحقیقی نثر کو فروغ دیا۔ اسی طرح عربی جریدہ الدراسات الاسلامیہ عرب دنیا سے علمی رابطے کا ذریعہ ہے۔ ان تینوں جرائد نے پاکستان میں تحقیقی معیار قائم کیا: مقالے کی ہم عصر جائزہ کاری، حوالہ جات کا نظم اور ماخذ کی تحقیق جیسی روایات کو انہی جرائد نے عام کیا۔ ان جرائد کی بدولت پاکستانی محققین کی تحریریں انگریزی و عربی دنیا تک پہنچیں اور غیر ملکی محققین بھی یہاں شائع ہونے لگے۔

اشاعتِ کتب، کتب خانہ اور تحقیقی منصوبے

جرائد کے علاوہ ادارے نے سیکڑوں تحقیقی کتابیں شائع کی ہیں جن میں کلاسیکی اسلامی متون کی تحقیق شدہ اشاعتیں، جدید موضوعات پر مونوگراف، اسلامی قانون و معاشیات پر کتابیں اور اہم تصانیف کے تراجم شامل ہیں۔ ادارے کا کتب خانہ، جو ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری کے نام سے بھی معروف ہے، اسلامیات کے نایاب و قیمتی ذخیرے پر مشتمل ہے؛ اس میں مخطوطات، مائیکرو فلمز اور دنیا بھر کے جرائد کا بڑا ذخیرہ موجود ہے جس سے اندرون و بیرون ملک کے محققین استفادہ کرتے ہیں۔ ادارے نے کئی بڑے تحقیقی منصوبے بھی مکمل کیے، مثلاً اسلامی قانون کی تدوین میں معاونت، قرآن مجید سے متعلق معلومات کی دستاویز بندی اور اہلِ علم کی زندگیوں و خدمات پر تحقیقی کام۔ ادارہ سالانہ

کانفرنسیں اور سیمینار بھی منعقد کرتا ہے جن میں جدید مسائل، جیسے اسلام اور جمہوریت، انسانی حقوق، ماحولیات اور بین المذاہب تعلقات، پر کھل کر علمی مکالمہ ہوتا ہے۔ پی ایچ ڈی اور ایم فل کے طلبہ کے لیے ادارے کی تربیت ور ہنمائی بھی اس کی خدمات کا حصہ ہے۔

بین الاقوامی علمی روابط

ادارے کی خدمات کا ایک اور پہلو اس کے بین الاقوامی علمی روابط ہیں۔ یورپ، امریکا، مشرقِ وسطیٰ اور جنوب مشرقی ایشیا کی جامعات کے محققین اس ادارے میں قیام کر کے تحقیق کرتے رہے ہیں، اور اس ادارے کے محققین بھی بیرونِ ملک کانفرنسوں میں پاکستان کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ادارے نے غیر ملکی جامعات کے ساتھ مشترکہ تحقیقی منصوبے اور مترجم پروگرام بھی چلائے، جن سے اسلامیات کی عالمی گفتگو میں پاکستان کی آواز شامل ہوئی۔ ان کے علاوہ ادارہ سرکاری ملازمین، اساتذہ اور طلبہ کے لیے وقتاً فوقتاً لیکچرز اور تربیتی نشستوں کا اہتمام بھی کرتا ہے۔ ان روابط کی بدولت ادارے کا کتب خانہ اور اس کے جرائد عالمی نیٹ ورک کا حصہ بن چکے ہیں، جو کسی بھی قومی تحقیقی ادارے کے لیے اعزاز کی بات ہے۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی پاکستان کے علمی و فکری منظرنامے کا وہ بنیادی ستون ہے جس نے تحقیق کو نعرے سے نکال کر منظم ادارہ جاتی عمل بنایا۔ اس کے مقاصد اسلامی تعلیمات کی جدید تحقیق، اجتہاد کی علمی بنیادوں کی فراہمی، محققین کی تربیت اور ریاستی اداروں کی تحقیقی معاونت تھے، اور اس نے اپنے تینوں علمی جرائد، سیکڑوں کتابوں، عظیم کتب خانے اور کانفرنسوں کے ذریعے ان مقاصد کو بڑی حد تک پورا کیا۔ بلاشبہ اسے بھی وسائل کی کمی اور بعض ادوار میں نظم و نسق کے مسائل کا سامنا رہا، لیکن مجموعی طور پر اس کی خدمات کا دائرہ پاکستان سے کہیں وسیع ہے۔ آج بھی جب کوئی محقق اسلامیات میں سنجیدہ حوالہ تلاش کرتا ہے تو ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کی اشاعتیں اس کی پہلی منزل ہوتی ہیں، اور یہی کسی تحقیقی ادارے کی اصل کامیابی ہے۔

سوال نمبر 5: شریعہ اکیڈمی اسلام آباد کی خدمات پر تفصیلی مضمون (20 نمبر)

سوال نمبر 5: شریعہ اکیڈمی اسلام آباد کی خدمات پر تفصیلی مضمون قلمبند کریں۔

تعارف

شریعہ اکیڈمی اسلام آباد پاکستان کی ممتاز دینی تربیتی و تحقیقی تنظیم ہے جو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ماتحت کام کرتی ہے۔ اس اکیڈمی کی انفرادیت یہ ہے کہ اس کا اصل میدان کلاس روم کی باقاعدہ ڈگری تعلیم نہیں بلکہ عملی زندگی میں مصروف پروفیشنلز کی شرعی تربیت ہے: جج، وکلاء، مفتیان، بینکار، سرکاری افسران اور اساتذہ۔ پاکستان میں جب بھی قوانین کی اسلام کاری، اسلامی بینکاری یا عدالتی نظام کی شرعی تربیت کی بات ہوتی ہے تو شریعہ اکیڈمی کا نام نمایاں آتا ہے۔ اس کا قیام 1985ء میں عمل میں آیا اور اس کے بعد سے یہ ادارہ مسلسل تربیتی کورسز، تحقیقی اشاعتوں اور کانفرنسوں کے ذریعے خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس سوال میں اس کی خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

قیام کا پس منظر اور مقاصد

1970ء کی دہائی کے آخر اور 1980ء کی دہائی کے آغاز میں پاکستان میں اسلام کاری کا عمل تیز ہوا: حدود قوانین نافذ ہوئے، وفاقی شرعی عدالت قائم ہوئی، زکوٰۃ کا نظام آیا اور اسلامی بینکاری کے ابتدائی اقدامات ہوئے۔ اس نئے ماحول میں ایک عملی مشکل سامنے آئی کہ قوانین تو اسلامی بنانے کی کوشش ہو رہی ہے مگر انہیں نافذ کرنے والا عملہ، یعنی جج، وکلاء، پولیس افسران اور بینکار، اسلامی قانون کی باقاعدہ تربیت سے محروم ہے۔ اسی خلا کو پر کرنے کے لیے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے تحت شریعہ اکیڈمی قائم کی گئی۔ اس کے مقاصد میں عدلیہ و انتظامیہ کے افسران کو اسلامی قانون کی تربیت دینا، وکلاء و مفتیان کی استعداد بڑھانا، اسلامی تجارتی قانون کی عملی تربیت فراہم کرنا اور شریعت کے مختلف موضوعات پر تحقیق و اشاعت شامل ہیں۔ اکیڈمی کی جگہ فیصل مسجد کے سائے میں ہونے اور یونیورسٹی سے الحاق نے اسے علمی وقار اور سہولت دونوں عطا کیے۔

عدلیہ کی تربیت: نمایاں ترین خدمت

شریعہ اکیڈمی کی سب سے مشہور اور بااثر خدمت عدلیہ کے لیے شریعہ اوریئنٹیشن کورسز ہیں۔ ان کورسز میں ضلعی عدلیہ کے جج، سول جج، مجسٹریٹ اور بعض اوقات اعلیٰ عدلیہ سے وابستہ افسران شریک ہوتے ہیں۔ کورس کے نصاب میں اصول فقہ، اسلامی فوجداری و دیوانی قانون، خاندانی قانون، قانونِ شہادت، اجتہاد کے اصول اور تقابلی قانون شامل ہوتا ہے۔ ملک کے جید علما، ریٹائرڈ جج اور قانون دان ان کورسز میں لیکچر دیتے ہیں اور شرکا کو عملی مقدمات کی روشنی میں شرعی فیصلہ سازی کی مشق کرائی جاتی ہے۔ سینکڑوں جج ان کورسز سے مستفید ہو چکے ہیں، جس کا اثر نچلی عدالتوں کے فیصلوں میں شرعی حوالہ جات اور فقہی استدلال کی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اکیڈمی نے پراسیکیوٹرز، پولیس افسران اور جیل خانہ جات کے عملے کے لیے بھی تربیتی پروگرام منعقد کیے تاکہ نظامِ انصاف کے تمام حلقے شرعی اصولوں سے آگاہ ہوں۔

وکلاء، مفتیان اور بینکاروں کی تربیت

عدلیہ کے ساتھ ساتھ اکیڈمی نے وکلاء کے لیے بھی خصوصی کورسز چلائے جن میں اسلامی قانون کو جدید پاکستانی قانون کے ساتھ ملا کر پڑھایا جاتا ہے۔ مفتیانِ کرام کے لیے جدید مسائل پر تربیتی نشستیں منعقد ہوتی ہیں جن میں بینکاری، میڈیکل فقہ اور خاندانی تنازعات جیسے موضوعات پر ماہرین سے مکالمہ ہوتا ہے۔ اسلامی بینکاری کی توسیع کے بعد اکیڈمی نے بینکاروں اور شرعی مشیروں کے لیے اسلامی تجارتی قانون کے ڈپلومہ و سرٹیفکیٹ کورسز بھی شروع کیے، جن میں مرابحہ، اجارہ، مضاربہ، مشارکہ اور صکوک کے عملی پہلو سکھائے جاتے ہیں۔ ان کورسز کی بدولت بینکوں کو شرعی اصولوں سے واقف عملہ میسر آیا اور عوام کا اسلامی بینکاری پر اعتماد بڑھا۔ اسی طرح اساتذہ و سرکاری افسران کے لیے بھی مختصر مدت کے پروگرام اکیڈمی کی باقاعدہ سرگرمی ہیں۔

تحقیق، اشاعت اور کانفرنسیں

تربیت کے علاوہ اکیڈمی تحقیق و اشاعت میں بھی سرگرم ہے۔ اکیڈمی نے اسلامی قانون، خاندانی مسائل، اسلامی بینکاری اور عدالتی نظام پر کتابیں و کتابچے شائع کیے ہیں اور تربیتی کورسز کا نصابی مواد تیار کیا ہے جو دیگر اداروں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اکیڈمی قومی و بین الاقوامی کانفرنسوں اور سیمیناروں کا اہتمام کرتی ہے جن میں اسلام و قانون، خواتین

کے حقوق، انسانی حقوق اور جدید فقہی مسائل پر علماو قانون دان اکٹھے بحث کرتے ہیں۔ اکیڈمی کا کتب خانہ اور فقہ و قانون کا ذخیرہ محققین کے لیے بھی مفید ہے۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے کلیہ شریعت و قانون کے طلبہ و اساتذہ کے ساتھ اکیڈمی کا تعاون اس کی سرگرمیوں کو علمی گہرائی دیتا ہے۔ بعض اوقات اکیڈمی حکومتی اداروں کو قانونی مسودوں پر شرعی رائے بھی فراہم کرتی ہے، جس سے قانون سازی کے عمل میں اس کی بالواسطہ شراکت بھی قائم رہتی ہے۔

اثرات، تنقید اور مستقبل

شریعہ اکیڈمی کے اثرات کا جائزہ لیں تو سب سے بڑا اثر یہ ہے کہ پاکستان کی عدلیہ اور قانونی برادری میں اسلامی قانون اب اجنبی مضمون نہیں رہا۔ جن ججوں نے یہاں تربیت پائی، ان کے فیصلوں میں قرآن و سنت اور فقہی کتب کے حوالے عام ہوئے۔ اسلامی بینکاری کے شعبے کی تربیت نے اس شعبے کی پیشہ ورانہ بنیاد مضبوط کی۔ تنقیدی پہلو یہ ہے کہ اکیڈمی کی سرگرمیاں زیادہ تر تربیت تک محدود رہی ہیں اور اس کا تحقیقی و اشاعتی پروفائل ادارہ تحقیقاتِ اسلامی جیسے اداروں کے مقابلے میں نسبتاً کمزور ہے؛ اسی طرح اس کے کورسز کا دائرہ بھی وسائل کی کمی کے باعث محدود ہے۔ مستقبل میں اگر اکیڈمی آن لائن کورسز، صوبائی سطح پر توسیع اور ججوں کی تربیت کے لازمی نصاب میں جگہ حاصل کر لے تو اس کی افادیت کئی گنا بڑھ سکتی ہے۔ اس کے باوجود مجموعی تصویر یہ ہے کہ یہ اکیڈمی قانون اور شریعت کے درمیان پل کا کردار ادا کر رہی ہے جو کسی اسلامی ریاست کے لیے ناگزیر ہے۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ شریعہ اکیڈمی اسلام آباد نے عہدِ جدید کے اسلامی اداروں میں ایک منفرد مقام حاصل کیا ہے، کیوں کہ اس نے علم کو کتاب سے نکال کر عملی پروفیشنلز کی تربیت میں منتقل کیا۔ ججوں کے شریعہ اوریئنٹیشن کورسز، وکلاء و مفتیان کی تربیت، بینکاروں کے لیے اسلامی تجارتی قانون کے پروگرام، تحقیقی اشاعتیں اور کانفرنسیں اس کی نمایاں خدمات ہیں۔ اس ادارے کا وجود اس حقیقت کی دلیل ہے کہ قوانین کی اسلام کاری صرف کتابوں اور آئینی دفعات سے مکمل نہیں ہوتی، اس کے لیے انسانوں کی تربیت بھی اتنی

ہی ضروری ہے۔ طالب علم کے لیے اس اکیڈمی کا مطالعہ یہ سبق دیتا ہے کہ شریعت اور جدید ریاستی نظام کے درمیان ہم آہنگی کا راستہ تربیت یافتہ انسانوں سے ہو کر گزرتا ہے،

اور شریعہ اکیڈمی اسی راستے کی تعمیر میں مصروف ہے۔

USMAN NOTES
www.usmannotes.com